کتاب شناسی

الغدیر فی الکتاب و السنۃ و الادب

علامہ عبدالحسین امینی (۱۳۲۰ھ ۔ ۱۳۹۰ھ)

سید رمیز الحسن موسوی

عربی زبان میں لکھی گئی کتاب ''الغدیر فی الکتاب و السنۃ و الادب'' چودھویں صدی ہجری کے معروف شیعہ متکلم و عالم اور محقق شیخ عبد الحسین امینی نجفی (متوفی ۱۳۹۰ھ) کی تصنیف و تحقیق ہے۔ اس کتاب کی ۱۱ جلدیں ہیں، جس میں واقعہ غدیر کی حقانیت اور عقیدۂ امامت وولایت کے اثبات میں قرآن وسنت اور عربی ادب سے دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ یہ اپنے موضوع میں بے مثال کتاب سمجھی جاتی ہے اور مذہب اہل بیت اطہارؑ پر امامت وولایت کے سلسلے میں کیے جانے والے شبہات کا بہترین جواب ہے۔

علامہ امینی حدیث غدیر کو پیغمبر اکرم ﷺ سے منقول احادیث میں سب سے یقینی اور متواترترین حدیث قرار دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ اس حدیث کی سند کو اہل سنت منابع سے صحابہ و تابعین سے لے کر چودویں صدی کے علماء تک ذکر کرتے ہیں۔ یہ کتاب ہمیشہ علمائے اسلام کی توجہ کا مرکز رہی ہے اور تمام علماء اور محققین اس کتاب کو معتبر سمجھتے ہیں اور اپنی تحقیقات میں اس کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔ علامہ امینی نے اس کتاب کی تالیف کی خاطر مختلف ممالک کی لائبریریوں من جملہ ہندوستان، مصر اور شام وغیرہ کا سفر کیاہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے ایک لاکھ سے زائد کتابوں کی طرف رجوع کیا ہے اور دس ہزار سے زیادہ کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ الغدیر کی تالیف پر ۴۰ سال سے زیادہ کا عرصہ لگا ہے۔ اس وقت تک الغدیر کے بارے میں کئی کتابیں اور تحقیقی مقالے لکھے جاچکے ہیں۔

مؤلف کا تعارف

علامہ عبدالحسین امینی نجفی ۱۳۲۰ھ میں شہر تبریز میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد شیخ احمد امینی (متوفی ۱۳۷۰ھ) سے حاصل کی، پھر تبریز شہر کے مدرسہ ''طالبیہ'' میں رسمی تعلیم کے لئے داخل ہوئے۔ اُنھوں نے دینی علوم کے مقدمات اور سطحیات کے مراحل اسی مدرسہ میں طے کئے۔ تبریز میں جن علماء کے سامنے علامہ امینی نے زانوئے تلمذ تہ کیا اُن میں مشہور اساتذہ کے نام یہ ہیں:

۱۔ آیۃاللہ سید محمد بن عبدالکریم موسوی (متوفی ۱۳۶۳ھ)؛ یہ تبریز میں مرجع تقلید تھے۔
۲۔ آیۃاللہ سید مرتضی بن احمد بن محمد حسینی خسرو شاہی (متوفی ۱۳۷۶ھ)۔
۳۔ آیۃاللہ شیخ حسین بن عبد علی توتونچی (متوفی ۱۳۶۰ھ)
۴۔ علامہ شیخ میرزا علی اصغر ملکی۔

حصول علم کے لئے نجف اشرف کا پہلا سفر

تبریز میں ابتدائی تعلیم اور دینی علوم کے مقدمات حاصل کرنے کے بعد علامہ امینی عالم جوانی میں اعلیٰ تعلیم کے لئے نجف اشرف کے حوزہ علمیہ کے طرف روانہ ہوگئے۔ نجف اشرف میں علامہ امینیؒ نے فقہ، اصول، حدیث اور دوسرے علوم اسلامی میں جن اساتذہ سے کسب فیض کیا اُن میں نمایاں شخصیات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ آیۃاللہ سید محمد بن محمد باقر حسینی فیروزآبادی (متوفی ۱۳۵۴ھ)
۲۔ آیۃاللہ سید ابوتراب بن ابوالقاسم خوانساری (متوفی ۱۳۴۶ھ)
۳۔ آیۃاللہ میرزا علی بن عبدالحسین ایروانی (متوفی ۱۳۵۴ھ)
۴۔ آیۃاللہ میرزا ابوالحسن بن عبدالحسین مشکینی (متوفی ۱۳۵۷ھ)

تبریز کی جانب واپسی

علامہ امینی نجف میں ایک طویل مدت تک دینی دروس میں شرکت کرنے، طلاب علوم دینی سے مباحثہ کرنے اور علوم و معارفِ شریعت سے مکمل طور پر مستفیض ہونے کے بعد اپنے وطن تبریز واپس آئے اور وہاں ایک عرصے تک وعظ و تبلیغ اور تدریس میں مشغول رہے، اسی زمانے میں آپ نے سورۂ حمد کی تفسیر مکمل کی اور اس تفسیر کی تدریس کی۔

نجف اشرف کی جانب دوسرا سفر

تبریز میں مختصر قیام کے بعد، مزید علوم و معارف حاصل کرنے کے شوق میں اور نجف اشرف سے معنوی عشق کی بناپر، وہ دوبارہ اس مقدس شہر کی جانب لوٹ آئے جو علم و دانش کا گہوارہ تھا، اس کے بعد اُنہوں نے نجف اشرف کو اپنا دائمی مسکن بنالیا اور یہاں تحقیق و تالیف کے کام میں مشغول ہو گئے۔

علامہ امینی کے مشائخ روایت اور اجازہ اجتہاد

نجف اشرف میں واپس آنے کے بعد آپ نے دوبارہ حوزۂ علمیہ نجف کے دروس خارج میں شرکت کی اور بزرگ علماء سے علم حاصل کرنے میں مشغول ہوگئے تاکہ درجۂ اجتہاد پر فائز ہو سکیں، چنانچہ اُن کے علمی مقام و مرتبے پر فائز ہونے کے بعد بہت سے جید علماء اور فقہانے ان کو فقہ میں اجتہاد اور حدیث میں روایت کرنے کے اجازے مرحمت فرمائے، جن میں بعض یہ ہیں:

۱۔ آیۃاللہ سید میرزا علی حسینی شیرازی (متوفی ۱۳۵۵ھ)

۲۔ آیۃاللہ شیخ میرزا حسین نائینی نجفی (متوفی ۱۳۵۵ ھ)

۳۔ آیۃاللہ شیخ عبد الکریم بن ملا محمد جعفر یزدی حائری (متوفی ۱۳۵۵ ھ)

۴۔ آیۃاللہ سید ابوالحسن موسوی اصفہانی (متوفی ۱۳۶۵ ھ)

۵۔ آیۃاللہ شیخ محمد حسین بن محمد حسن اصفہانی نجفی معروف بہ کمپانی (متوفی ۱۳۶۱ھ)

۶۔ آیۃاللہ شیخ محمد حسین بن علی آل کاشف الغطاء (متوفی ۱۳۷۳ھ)

۷۔ آیت اللہ شیخ آقا محسن بزرگ تہرانی (متوفی ۱۳۸۹ھ)

۸۔ آیت اللہ علامہ شیخ میرزا یحییٰ بن اسداللہ خوئی (۱۳۶۴ھ)

۹۔ آیۃاللہ شیخ علی اصغر ملکی تبریزی

علم و تحقیق کے راستے میں انتھک جدوجہد

بلاشک و شبہ علامہ امینیؒ کا علمی مقام تمام علمائے اسلام کے نزدیک مسلّم ہے اور وہ اپنے دور کے محقق یگانہ سمجھے جاتے ہیں۔ چونکہ وہ تحصیل علم اور علمی مباحث کے بے پناہ مشتاق تھے، اس راہ میں کسی قسم کی سعی و کوشش سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ وہ دقیق مطالب کو سمجھنے اور دوسروں پر واضح کرنے کے بہت زیادہ ماہر تھے۔ جس کی تائید اُن کی علمی تصانیف و تحقیقات سے ہوتی ہے۔ مطالعے کے اس قدر شوقین تھے کہ انہوں نے کتاب الغدیر کی تدوین و ترتیب کے وقت نجف اشرف کے اکثر کتب خانوں کی کتابوں اور علماء کی تحریروں کا مطالعہ کیا اور اس کے علاوہ دنیائے اسلام کے بڑے بڑے کتابخانوں تک رسائی حاصل کی اور دن رات کے مطالعات کے بعد اپنی عظیم الشان تحقیق عالم اسلام کے سامنے پیش کی۔ اس مقصد کے لئے اُنہوں نے کربلا، بغداد، کاظمین، سامرا، ایران، ہندوستان، شام اور ترکی کا سفر کیا۔

اپنے کام سے اُنہیں اس قدر لگاؤ تھا کہ مسلسل کئی گھنٹے گذر جاتے تھے اور وہ اپنے کھانے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور اپنے روزانہ کا کھانا بھی تناول نہیں کرتے تھے، ہاں! جب دستر خوان پر بیٹھے ہوئے ان کے اہل و عیال کئی مرتبہ آواز دیتے تھے تب آ کر کھانا تناول فرماتے۔ وہ کتابوں

میں اتنے مستغرق رہتے کہ ان کے لئے یہ بات اہم نہیں ہوتی کہ کھانا ٹھنڈا ہوگیا ہے یا جو کھانا کھا رہے ہیں وہ کل کا ہے، بلکہ ان کے لئے یہ بھی اہم نہیں ہوتا تھا کہ کیا کھا رہے ہیں اور کیا پی رہے ہیں یہاں تک کہ کھانا کھاتے ہوئے بھی روایات اور واقعات کے سلسلے میں غور و فکر کے سمندر میں غوطہ زن رہتے تھے۔ وہ خطی اور قلمی نسخوں سے منقول مطالب پر اعتماد نہیں کرتے تھے بلکہ ان علمی مآخذ کو خود دیکھنا ضروری سمجھتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ شک وتردید، باطل اور اہل تشکیک کے تمام دعوؤں کا جواب دیا جاسکے۔

وفات

علامہ امینی کی وفات ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ بروز جمعہ تہران میں ہوئی۔اُنہوں نے پچاس سال مسلسل تحقیق اور علمی جستجو میں گذارے اور مکتب اہل بیت اطہارؑ کا علمی دفاع کرتے رہے۔ وہ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے حقیقی پیروکار اور عاشق تھے جس کی وجہ سے وہ پوری زندگی امام علی علیہ السلام کے دینی مقام و مرتبے کا دفاع کرتے رہے اور آخر کار اُن کی وصیت کے مطابق اُن کا جنازہ نجف اشرف منتقل کیا گیا اور وصیت کے مطابق اپنی ہی تاسیس کردہ لائبریری کہ جو نجف اشرف میں ''کتابخانہ امیر المومنینؑ'' کے نام سے مشہور ہے، سپرد خاک کردیئے گئے۔

علامہ امینی کی تحقیقات وتالیفات

علامہ امینی اپنے زمانے کے بہت سارے رائج علوم جیسے کلام، فقہ، اصول، تفسیر، فلسفہ، صرف و نحو اور دوسرے ادبی علوم پر عبور رکھتے تھے۔ اسی علمی تبحر اور فنی مہارت کی وجہ سے نے مکتب اہل بیت کے دفاع میں بہت ہی نفیس اور تحقیقی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ یہاں اُن کی تالیفات کی مختصر فہرست پیش کی جاتی ہے جس سے مختلف اسلامی علوم پر اُن کے علمی تسلط کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۔ **تفسیر فاتحہ الکتاب:** یہ کتاب علامہ کی پہلی تالیف ہے اور تحقیق کے میدان میں ان کا پہلا قدم ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے پہلا حصہ سورۂ حمد کی تفسیر اور دوسرا حصے میں اس سورہ کی آیات پر مشتمل ان کی تفسیر میں واضح اور اہم ترین مطالب، توحید، قضاو قدر، جبر و تفویض جیسے مسائل مذکور ہیں، یہ تمام مطالب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت کرام علیہم السلام کی روایتوں سے مستفاد ہیں، علامہ امینی نے اس تفسیر میں چند مسائل کی طرف اشارہ کیا ہے: صفات یعنی صفات ذاتی و صفات فعلی، علم اجمالی و تفصیلی، مشیت ازلی و محدثہ، ارادۂ تکوینی و تشریعی اور بھی دوسرے کلام اور فلسفہ کے پیچیدہ مسائل۔ جن میں سے بعض کا مکمل اور مناسب جواب دیا گیا ہے۔ یہ کتاب ۱۳۵۹ھ میں تہران سے شائع ہوئی۔

۲۔ **شہداء الفضیلة:** یہ جدت پر مبنی ایک تاریخی کتاب ہے، جس میں چوتھی صدی سے لے کر عہد حاضر تک کے اسلام کے شہید علماء کے حالات زندگی مذکور ہیں، علامہ نے ایک سو تیس ان شہیدوں کے نام گنائے ہیں جنہوں نے حمایت دین اور دفاع اسلام کی خاطر اپنی جان قربان کردی ہے۔ یہ کتاب ۱۳۵۵ھ میں نجف اشرف میں شائع ہوئی۔

۳۔ **سِیرَتُنَا وسُنَّتَنا، سیرةُ نَبِیِّنَا وسُنّتَهُ:** یہ کتاب علامہ امینی کے ان دروس کا مجموعہ ہے جو انہوں نے شام میں ۱۳۸۴ھ کو بیان کئے تھے۔ اس میں ان سوالوں کا مکمل اور جامع جواب ہے جو اہل بیتؑ کی محبت کے سلسلے میں شیعوں کے غلوآمیز رویہ اور امام حسینؑ کی عزاداری کے متعلق ان سے کئے گئے تھے۔ علامہ نے ان تہمتوں کا جواب دیا ہے مثلاً یہ کہ شیعہ کربلا کی مٹی کو سجدہ گاہ قرار دیتے ہیں، انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ شیعہ کربلا کی تربت پر سجدہ کو واجب نہیں سمجھتے، بلکہ جائز جانتے ہیں، بالکل اسی طرح جس طرح تمام زمین پر سجدہ کو جائز سمجھتے ہیں، نئی بات صرف یہ ہے کہ شیعہ حضرات امام حسینؑ کی تربت پر سجدہ اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ رسول خداؐ کی بیٹی کے فرزند سے محبت کریں اور یہ اعلان کریں کہ شیعہ امام حسینؑ کی سیرت کے مطابق زندگی گذارتے ہیں۔ یہ کتاب نجف اشرف میں ۱۳۶۲ھ میں اور تہران میں ۱۳۸۶ھ میں شائع ہوئی۔

۴۔ تصحیح کامل الزیارات

یہ شیخ الطائفۃ ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ (متوفی ۳۶۷ھ) کی کتاب ہے، اس کی سند صحیح اور روایتیں متواتر ہیں، جنہیں موثق علماء نے نقل کیاہے، مختلف طرق سے ائمہ طاہرینؑ کی طرف نسبت دی گئی ہے، اس کے راوی چھ سو سے زائد ہیں جو سب کے سب موثق ہیں۔ علامہ امینی نے اس کتاب کی تحقیق کی ہے اور اس کی تصحیح میں کتاب میں مذکور قابل اعتماد تمام مآخذ (وسائل الشیعہ، مستدرک الشیعہ، بحار الانوار اور دوسری معتبر رجالی کتابوں) کی طرف رجوع کیاہے۔

۵۔ ادب الزائر

امام حسین علیہ السلام کے زائر کے لئے جو اعمال ضروری ہیں، ان اعمال پر مشتمل یہ مختصر رسالہ ہے، اس میں امام حسین علیہ السلام کے حرم میں دعا کے آداب کو بیان کیاگیاہے، اس میں دعائے علقمہ کی شرح بھی موجود ہے۔ یہ کتاب ۱۳۶۲ھ میں نجف اشرف سے شائع ہوئی ہے۔

۶۔ تعالیق فی اصول الفقہ علی کتاب الرسائل، تالیف شیخ انصاری: یہ خطی کتاب ہے۔

۷۔ المقاصد العلیۃ فی المطالب السنیۃ: یہ قرآن مجید کی بعض آیات کی تفسیر پر مشتمل ہے یہ بھی خطی کتاب ہے۔

۸۔ ریاض الانس: دو جلدوں میں خطی نسخہ ہے۔ جلد اول ۷۰۰ صفحات اور جلد دوم ۱۰۱۲ صفحات پر مشتمل ہے جس میں کتب تفسیر و حدیث، تاریخ اور کلام سے بعض مطالب کو کشکول کی شکل میں جمع کیاگیاہے۔

۹۔ رجال آذر بائیجان: خطی ہے۔ یہ کتاب بھی علامہ امینی کی دوسری کتابوں کی طرح عربی زبان میں ہے اور خطہ آذر بائیجان کے ۲۳۴ علماء کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔

۱۰۔ ثمرات الاسفار: خطی ہے۔ یہ بھی ہندوستان اور سوریہ کے سفر کی یادداشتوں پر مشتمل ہے۔

۱۱۔ العترۃ الطاہرۃ فی الکتاب العزیز: یہ کتاب اُن آیات کی تفسیر پر مشتمل ہے جو اہل بیت اطہار علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ یہ بھی خطی نسخے کی شکل میں موجود ہے۔

۱۲۔ موسوعۃ الغدیر: جو علامہ کی نصف صدی کی تلاش و کوشش کا ثمرہ ہے۔ جس کا تفصیلی تعارف ہی ہمارے مقالے کا موضوع ہے۔

"الغدیر فی الکتاب و السنۃ و الادب"

یہ کتاب علامہ امینیؒ کی سالہا سال کی علمی و تحقیقی زحمتوں کا نتیجہ ہے اور علامہ کی اہل بیتؑ عصمت و طہارت سے عقیدت و محبت کی علامت ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں آپ نے نجف اشرف کے تمام کتب خانے چھان مارے اور ایران، ہندوستان، شام، ترکی اور دیگر ممالک کے سفر کیے۔ ان ممالک کے اہم کتب خانوں کا عرق ریزی سے مطالعہ کیااور جو کچھ بھی واقعہ غدیر اور ولایت کے موضوع سے متعلق مواد ملااسے اس میں جمع کر دیاہے۔ یہ کتاب در حقیقت عقیدہ ولایت اور شیعہ عقائد کا دائرۃ المعارف ہے اور اعلیٰ ادبی شاہکار ہے، یہ کتاب علمی و ادبی لحاظ سے ایک بلند پایہ کتاب سمجھی جاتی ہے، بیس جلدوں میں یہ کتاب ترتیب دی گئی ہے اور ابھی تک صرف گیارہ جلدیں طبع ہوئی ہیں۔ تقریباً (۵۵) سال پہلے کتاب ''الغدیر'' لکھی گئی تھی اور جو شخص بھی شیعہ علم وادب کی تاریخ سے معمولی سی بھی واقفیت رکھتا ہے وہ کتاب الغدیر کی عظمت کا معترف ہے۔

الغدیر کی تالیف کا محرک

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (1) یعنی اللہ کی رسی کو سب مل کر تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو۔ ہی الغدیر جیسی کتاب کا حقیقی محرک تھا۔ علامہ امینیؒ کے نزدیک مسلمانوں کی عظمت اور اسلام کی سربلندی کا راز اسی "حبل اللہ" کے ساتھ تمسک میں ہی مضمر ہے۔ جیسا کہ شیعہ علماء کے علاوہ بعض علمائے اہل سنت نے بھی "حبل اللہ" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حبل اللہ سے مراد ائمہ اہل بیتؑ خصوصاً علی ابن ابی

طالبؑ کی ولایت ہے۔ ([2])علامہ امینیؒ کے نزدیک مسلمانوں کو اُسی اتحاد واتفاق کی طرف لوٹنا چاہیے جو خود پیغمبر اکرم ﷺ کے زمانے میں مسلمانوں کے درمیان قائم تھا اور وہ سب پرچم اسلام کے سائے میں متفق ومتحد تھے۔زمانہ رسول ﷺ کے اتحاد واتفاق تک ہم فقط اس زمانے کے حقیقی حالات وواقعات سے آگاہی حاصل کرکے ہی پہنچ سکتے ہیں جو حکمرانوں کی سیاسی مصلحتوں اور مفادات کے بوجھ تلے چھپ چکے ہیں۔ الغدیر میں علامہ امینی درحقیقت زمانہ رسول ﷺ کے مسلمان معاشرے کی شناخت کرانا چاہتے ہیں کہ جب سب مسلمان ایک پرچم تلے جمع تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت وولایت کا پرچم تھا۔ چنانچہ رسول ﷺ کے اس دنیا سے پردہ کرجانے کے بعد نبوت کا سلسلہ تو ختم ہوگیا تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ کی ولایت وامامت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ جناب ختمی مرتبت ﷺ نے غدیر میں ولایت وامامت کے اسی سلسلے کے دوام کا اعلان کیا تھا اور پوری اُمت کو اس سلسلے کے سائے میں زندگی گزارنے کی تاکید فرمائی تھی۔ مسلمانوں کے حقیقی اتحاد واتفاق کا حصول اُسی وقت ممکن ہے جب زمانہ رسول ﷺ کے معاشرے کو زندہ کیا جائے۔علامہ امینیؒ نے اسی مقصد ونیت کے ساتھ الغدیر کی تدوین کی تھی اور اُن کا سب سے بڑا محرک یہی تھا۔ جیساکہ وہ اپنے کتابخانے کی طرف سے شائع ہونے والے مجلے میں لکھتے ہیں: ''اسلامی وحدت اُمت کے درمیان حقائق کے اظہار سے ہی ممکن ہے نہ کہ استعمار کی طرف سے سیاسی اتحاد کے ذریعے جو وہ اپنے کارندوں کے ذریعے قائم کرنا چاہتے ہیں اور جب اپنا مقصد پورا کرلیتے ہیں تو اس اتحاد کو ختم کردیتے ہیں''۔(3)

الغدیر کی مختلف جلدوں کے مضامین پر ایک نظر

جلد اول: اس جلد میں علامہ امینیؒ نے جن عناوین کے تحت بحث کی ہے اُن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱۔سب سے پہلے حدیث غدیر کو نقل کرنے کے بعد پیغمبر اکرم ﷺ کے ۱۱۰ ایسے نامور صحابہ کرام کا نام ذکر کیا ہے جنہوں نے اس حدث کو نقل کیا ہے مصنف نے ان میں سے ہر صحابی کے تفصیلی حالات کتب اہل سنت سے پیش کئے ہیں۔(4)

۲۔صحابہ کرام کے نام کے بعد تابعین میں سے بھی ۸۴ ایسے افراد کا نام لیتے ہیں، جنہوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔اسی کے ضمن میں اہل سنت کے ان علماء کا نام بھی لیتے ہیں جنہوں نے اپنی رجال کی کتابوں میں ان کا نام لیا ہے۔ (5)

۳۔تابعین کے بعد اس حدیث کو نقل کرنے والے علماء میں دوسرے صدی ہجری قمری سے لے کر چودھویں صدی تک کے ۳۶۰ علماء کا نام ذکر کرتے ہیں۔(6)

۴۔اس کے بعد علامہ امینیؒ کتاب کی دوسری فصل میں ایسے مصنفین کا نام لیتے ہیں جنہوں نے حدیث غدیر پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔(7)

۵۔ کتاب کی تیسری فصل میں حدیث غدیر کے ذریعے دوسروں پر حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے احتجاج اور حجت ودلیل لانے کی بحث کی گئی ہے۔(8)

۶۔ اس کے بعد ''الغدیر فی الکتاب العزیز'' کے عنوان سے حدیث غدیر کے بارے میں قرآن کی آیات کا تذکرہ کیاگیا ہے جس میں ولایت وامامت امام علی علیہ السلام پر دلالت کرنے والی آیات سے استدلال کیاگیا ہے۔(9)

۷۔ اس کے بعد عید غدیر اور خلیفہ اول، دوم اور دوسرے صحابہ کا امام علی علیہ السلام کو بعنوان جانشین پیغمبر ﷺ مبارک باد پیش کرنے کے واقعات اور اہل بیت علیہم السلام کے ہاں اس عید کی شان و منزلت پر بحث کی گئی ہے۔اس کے بعد عید غدیر کے بارے میں بعض اہل سنت دانشمندوں کی کلمات کو ذکر کرنے کی ساتھ حدیث غدیر کی سند سے بحث کی گئی ہے۔(10)

کتاب کے آخری حصہ کو اس حدیث کے معنی اور اس کے مفہوم کے ساتھ مختص کیا ہے۔اس مقصد کیلئے مصنف نے بعض اہل سنت دانشمندوں کی طرف سے پیش ہونے والی اعتراضات کو بیان کرکے مختلف قرائن و شواہد کی بنا پر اس حدیث کی دلالت کو شیعوں کی مدعا پر واضح اور آشکار طور پر بیان کیاہے۔

جلد دوم: اس جلد میں علامہ نے جن عناوین کے تحت مطالب پیش کئے ہیں اُن کی تفصیل یہ ہے:

ا۔ الغدیر کی دوسری جلد میں واقعۂ غدیر سے متعلق اشعار کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے۔ علامہ امینیؒ نے سب سے پہلے قرآن و سنت کی رو سے شعر اور شاعری کی شان و منزلت پر بحث کی ہے۔

۲۔ اس کے بعد پہلی صدی ہجری کے ان شاعروں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے غدیر کے حوالے سے شعر کہے ہیں۔اس باب میں امیرالمؤمنین علیہ السلام، حسان بن ثابت، قیس بن سعد بن عبادہ، عمرو بن عاص اور محمد بن عبداللہ حمیری وغیرہ کو مضبوط تاریخی حوالوں کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔(11)

۳۔اس کے بعد دوسری صدی ہجری کے اُن شاعروں کا تذکرہ کرتے ہیں جنہوں نے غدیر کے بارے میں اشعار لکھے یا کہے ہیں، ان میں کمیت، سید حمیری، عبدی کوفی وغیرہ کا نام سر فہرست ہے۔

۴۔ پھر تیسری صدی ہجری کے شاعروں میں ابوتمام طائی اور دعبل خزاعی کا نام لیتے ہیں۔(12)

جلد سوم: تیسری جلد کے اہم عناوین یہ ہیں:

ا۔اس جلد کے آغاز میں تیسری صدی ہجری کے شاعروں کے نام کے بقیہ حصے کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس کے بعد موقع کی مناسبت سے اسلام کی بارے میں بعض مستشرقین کے آثار پر نقد و نظر کیا گیا ہے۔(13)

۲۔اس کے بعد ابن رومی اور افوہ حمانی کے تذکرے کے ساتھ تیسری صدی ہجری کے شاعروں کے نام کو جاری رکھتے ہیں۔ آگے چل کر بعض اہل سنت علماء کی اعتراضات کو مد نظر رکھتے ہوئے زید شہید کے بارے میں شیعہ نقطہ نظر پر گفتگو کرتے ہیں۔(14)

۳۔اس کے بعد علامہ امینی اس جلد میں بحث کو جاری رکھتے ہوئے بعض اہل سنت علماء کی کتابوں پر نقد و نظر کرتے ہیں اور اُن کی طرف سے شیعوں پر لگائے جانے والی بعض تہمتوں کو اُن کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ مستند طور پر بیان کرتے ہوئے اہل بیتؑ کے فضائل، قرآن، تحریف قرآن اور متعہ جیسے امور پر مفصل بحث کرتے ہیں اس بحث میں جو مشہور کتابیں علامہ امینیؒ کے نقد و نظر سے گذرتی ہیں اُن میں "العقد الفرید"، "الانتصار"، "الفرق بین الفرق"، "الفصل لابن حزم"، "الملل والنحل شہرستانی"، ابن تیمیہ کی" منہاج السنۃ "ابن کثیر دمشقی کی "البدایۃ والنہایۃ"، شیخ محمد الحضری کی" المحاضرات "محمد رشید رضا کی "السنۃ والشیعۃ" عبداللہ علی القصیمی کی "الصراع بین الاسلام والوثنیۃ" احمد امین مصری کی کتابیں "فجر الاسلام، ضحیٰ الاسلام اور ظہر الاسلام" محمد ثابت مصری کی الجولۃ فی ربوع الشرق الادنی" ایک مستشرق کی کتاب "عقیدۃ الشیعۃ" موسیٰ جاراللہ کی "الوشیعۃ فی نقد عقائد الشیعۃ" شامل ہیں۔(15)

۴۔اس کے بعد اسی جلد کے آخری حصے میں چوتھی صدی ہجری کے شاعروں کا نام ذکر کئے جاتے ہیں جنہوں نے غدیر کو موضوع سخن بنایا ہے۔جن میں ابن طباطبا اصفہانی، ابن علویہ اصفہانی، مفجّع، ابوالقاسم صنوبری، قاضی تنوخی، ابوالقاسم زاہی، ابوفراس حمدانی کا نام سر فہرست ہیں۔(16)

جلد چہارم

الغدیر کی چوتھی جلد میں بھی چوتھی صدی ہجری کے شاعروں کے نام کے ساتھ پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کے شاعروں کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ان میں ابوالفتح کشاجم، صاحب بن عباد، شریف رضی، شریف مرتضی، ابوالعلاء معرّیاور خطیب خوارزمی جیسے نامور شعرا کا نام دیکھنے میں آتا ہے۔(17)

جلد پنجم

پانچویں جلد میں پانچویں صدی ہجری کے بقیہ شاعروں کے نام کے ساتھ ساتھ حدیث رد الشّمس، نماز ہزار رکعت، اسلام میں محدث کی اصطلاح، ائمہ شیعہ کا علم غیب، جنازوں کا مشاہد مشرفہ میں لے جانا، زیارت اور جعل حدیث جیسے عناوین بھی زیر بحث لائے گئے ہیں۔ مصنف نے ان تمام مباحث کو اہل سنت کی کتابوں سے مدلل انداز میں ذکر کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ بعض اہل سنت علماء کی طرف سے لگائے جانے والی بعض تہمتوں کا بھی جواب دیا ہے۔(18)

جلد ششم

الغدیر کی یہ جلد آٹھویں صدی ہجری کے شعراء پر مشتمل ہے، جن میں امام شیبانی شافعی، شمس الدین مالکی اور علاء الدین حلی قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ اس جلد میں خلیفہ ثانی کا علم اور مختلف قضاوتوں میں ان کے اشتباہات کو خود اہل سنت منابع کی روشنی میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد انہی مطالب کے ضمن میں خلیفہ دوم کا دو متعوں (متعہ حج اور عورت کے ساتھ متعہ) کو حرام قرار دینے کے واقعے کو تفصیل سے پیش کیا ہے۔

جلد ہفتم

الغدیر کی اس جلد کا آغاز نویں صدی ہجری کے شاعروں کے ناموں سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد خلیفہ اول کے فضائل کے بارے میں موجود مبالغوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اسی ضمن میں خلیفہ اول کے دین کے حوالے سے علم و آگاہی پر بحث کرتے ہوئے فدک کے بارے میں تفصیل سے بحث کی جاتی ہے۔ اس جلد کے آخر میں ایمان ابوطالبؑ کے بارے میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ مصنف نے اپنے مدعا پر مختلف ادلہ ذکر کی ہیں جن میں اشعار، دوسروں کی گفتگو، ابوطالبؑ کے کارناموں اور ان کے بارے میں معصومینؑ کی احادیث کو پیش کیا گیا ہے۔

جلد ہشتم

اس جلد کے شروع میں ایمان ابوطالبؑ ہی کی بحث کے جاری رکھتے ہوئے، اس حوالے سے بعض شبہات کا قرآن کی روشنی میں جواب دیا جاتا ہے۔ آگے چل کر ایمان ابوطالبؑ کی بحث کو حدیث ضحضاح کے ساتھ جاری رکھتے ہیں۔(19)

اس جلد کے بقیہ مباحث میں علامہ امینیؒ خلیفہ اول کے فضائل کے حوالے سے موجود بعض دیگر مبالغوں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ خلیفہ ثانی کے بارے میں موجود مبالغوں پر بھی بحث کرتے ہیں۔ اس کی بعد حضرت عثمان کے بارے میں موجود مبالغوں پر بحث کے دوران اس کے علم و دانش اور اس کے زمانے میں بیت المال میں سے اپنے اقرباء اور رشتہ داروں کو دئے جانے والے بذل و بخششوں پر بحث کرتے ہوئے آخر کار ابوذر کی ربذہ کی طرف جلاوطنی پر بحث کرتے ہیں۔(20)

جلد نہم

نویں جلد میں حضرت عثمان کے فضائل پر بحث کو جاری رکھتے ہوئے ان کے زمانے میں ابن مسعود اور عمار یاسر، ابوذر غفاری اور کوفہ کے بعض بزرگوں کی شام کی طرف جلاوطنی پر بحث کرتے ہیں۔ اس کے بعد بعض صحابہ پیغمبرﷺ کے خلیفہ سوم کے بارے میں نظریات اور آخر کار اُن کے قتل کی بحث کے ساتھ اس جلد کا اختتام ہوتا ہے۔

جلد دہم

الغدیر کی دسویں جلد کے آغاز میں خلفائے ثلاثہ کی فضائل پر مشتمل مباحث کو جاری رکھا جاتا ہے اور پھر ابن عمر و اور اس کے تاریخی کردار کے ضمن میں اس کی طرف سے یزید کی بیعت کرنے پر نقد و نظر کیا جاتا ہے۔ امیر شام کے بارے میں موجود مبالغوں اور سیاسی

اشتباہات، بدعتوں، جنایات اور دیگر کارناموں منجملہ امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی ساتھ جنگ اور حکمیت جیسے مطالب بھی اس جلد کے اہم عناوین ہیں۔

جلد یازدہم

اس جلد کا آغاز بھی امیر شام کے امام حسن مجتبی علیہ السلام کے ساتھ سلوک سے ہوتا ہے۔اسی طرح اس میں امیر شام کا شیعیان امیرالمؤمنینؑ کے ساتھ برتاؤ اور حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں کے اوپر انجام دینے والی ظلم و ستم کے بارے میں بھی بحث کی گئی ہے۔اس کے بعد امیر شام کی جھوٹے فضائل پر تنقید کرنے کے علاوہ،بعض دوسرے افراد کے بارے میں موجود خود ساختہ غلو آمیز داستانوں کو بھی ذکر کیا گیاہے۔اسی جلد میں غدیر کے بارے میں شعر کہنے والے نویں صدی سے لے کر بارہویں صدی ہجری تک کے شاعروں کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ اسی جلد کے آخر میں مصنف نے بارہویں جلد کی تیاری کی بھی بات کی ہے جو غدیر کے دوسرے شعراء کے اسامی پر مشتمل ہوگی۔(21) لیکن علامہ امینیؒ کی وفات کی وجہ سے یہ جلد ادھوری رہ جاتی ہے۔

الغدیر کے متعلق دانشوروں کی آراء اور تعریفی کلمات

اس کتاب کی اہمیت اور عظمت کے متعلق دنیائے اسلام کے بہت سے اہل قلم، دانشوروں اور علمائے کرام نے اپنی آراء کا اظہار کیا ہے جن میں سے پیشتر اس کتاب کی مختلف جلدوں کے شروع میں تقریظات اور تعریفی کلمات کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ عالم اسلام کی جن شخصیات نے کتاب ''الغدیر'' پر اپنی آراء ذکر کی ہیں اُن کے نام یہ ہیں:

۱۔ محمد عبد الغنی حسن۔ قاہرہ
۲۔ شیخ محمد سعید دحدوع۔ حلب
۳۔ عبد الفتاح عبد المقصود۔ اسکندریہ
۴۔ سید حسن الامین۔ بیروت
۵۔ شیخ آغا بزرگ تہرانی۔ نجف
۶۔ ڈاکٹر توفیق الفلیکی۔ بغداد
۷۔ سید عبد الحسین شرف الدین۔ صور (لبنان)
۸۔ شیخ محمد تیسیر المخزومی۔ دمشق
۹۔ ڈاکٹر عبد الرحمان الکیالی۔ حلب
۱۰۔ علاء الدین خروفہ۔ جامع ازہر
۱۱۔ ڈاکٹر پولس سلامہ۔ بیروت
۱۲۔ ڈاکٹر محمد غلاب۔ الازہر یونی ورسٹی

محققین اور متقدین، الغدیر کو مختلف اسلامی علوم جیسے تاریخ، کلام، حدیث، درایہ، رجال، تفسیر، تاریخ نزول، تاریخ ادبیات غدیر، نقد، تصحیح، کتابشناسی وغیرہ پر مشتمل ایک انسائکلوپیڈیا قرار دیتے ہیں جو اپنی مخصوص و منظّم ترتیب، بہترین اور دیدہ زیب آفسٹ، حکیمانہ منطق، شاعرانہ نثر، تاریخی مآخذ، محکم اور حماسی بیان، بے پناہ شوق اور جذبہ اور مدلل مطالب پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اپنی مثال آپ ہے۔(22)

اس کتاب میں ایسے عمدہ مسائل پیش ہوئے ہیں کہ ایک مورخ اسلام اور اسلام شناس کے لئے ان مسائل سے آگاہی کے بغیر اس کا کام کامل تصور نہیں کیا جاتا۔مثلا اگر کوئی ماہر "علم الحدیث" اس علم کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہو لیکن الغدیر کی پانچویں جلد میں (سلسلۃ الکذابین والوضاعین) کا مطالعہ نہ کیا ہو یا ملل و نحل کے بارے میں تحقیق کرنا چاہتا ہو لیکن الغدیر کی تیسری جلد کا مطالعہ نہ کیا ہو یا تشیع کی مبانی اور مبادی سے بحث کرنا چاہتا ہو لیکن الغدیر کی پہلی، دوسری اور ساتویں جلد کا مطالعہ نہ کیا ہو تو بغیر کسی شک کے اس کا کام ادھورہ رہ جائے گا اور کامل نہیں ہوگا۔(23)

کتاب الغدیر کی اشاعت اور تراجم

علامہ امینیؒ نے الغدیر کو گیارہ جلدوں میں تألیف کیا ہے لیکن اُنہیں اجل نے باقی جلدیں مکمل کرنے کی مہلت نہیں دی۔ الغدیر کی یہ گیارہ جلدیں اب تک یہ کئی بار چھپ چکی ہیں۔ اس وقت اس کتاب کے دو ایڈیشن موجود ہیں:

۱۔الغدیر کی قدیم اشاعت تہران سے، دارالکتب الاسلامیہ نے ۱۳۷۲ھ میں شائع کی ہے اور پھر بیروت سے دارالکتاب العربی نے ۱۳۸۷ھ میں اسی اشاعت کو کئی بار آفسٹ طباعت کے ساتھ شائع کیا ہے۔

۲۔الغدیر کی ایک اور اشاعت ''مرکز الغدیر للدراسات الاسلامیۃ'' کی تحقیق کے ساتھ پہلی بار ۱۴۱۶ھ میں شائع ہوئی ہے۔اس ایڈیشن میں کئی تحقیقی کام ہوئے ہیں جن میں ٹائپنگ، توضیحات اور حوالہ جات شامل ہیں۔

ترجمہ:

الغدیر کا فارسی، اردو اور انگریزی زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے جبکہ عربی، اردو اور ترکی استانبولی میں اس کی تلخیص بھی ہوئی ہے۔اردو ترجمہ اور تلخیص مولانا سید علی اختر رضوی شعور گوپال پوری مرحوم کے قلم کے ساتھ شائع ہوا ہے جو اردو زبان طبقے کی ایک بڑی خدمت ہے۔یہ ترجمہ و تلخیص لاہور سے ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا ہے۔فارسی میں بھی اس کتاب کا ترجمہ ۲۲ جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔

الغدیر پر علمی کام

اسی طرح الغدیر کے بعض مباحث جیسے متعہ اور حضرت علی علیہ السلام کا حدیث غدیر کے ساتھ اپنی حقانیت پر احتجاج وغیرہ جداگانہ بھی شائع ہوچکے ہیں۔ اسی طرح ''سیری در الغدیر'' مؤلف محمدہادی امینی اور ''فی رحاب الغدیر'' مؤلف علی اصغر مروج خراسانی الغدیر کے منتخب مباحث پر مشتمل ہیں۔

علامہ محمد رضا حکیمی نے کتاب ''الغدیر'' کا یاد نامہ بھی شائع کیا ہے جو ''حماسہ غدیر'' کے نام سے فارسی میں شائع ہوا ہے جو کتاب الغدیر اور علامہ امینیؒ کے علمی مقام و منزلت کے بارے میں بہت سے دانشوروں کے مقالات پر مشتمل ہے۔

*****

حوالہ جات

1۔آل عمران: ۱۰۳

2۔حاکم حسکانی، شواہدالتنزیل، ج ۱، ص ۱۶۸ حدیث نمبر۱۷۷، شیخ مومن شبلنجی، نورالابصار۔ص226، رشفۃ الہادی۔ ابی بکر بن شہاب الدین شافعی، ص10، ط۔مصر۔ ینابیع المودۃ۔ جلد1، ص356۔باب 39۔

3۔اس مطلب کی مزید وضاحت کے لئے دیکھئے شہید مطہریؒ کی تحریر ''الغدیر ووحدت اسلامی''۔

4۔الغدیر، ج۱، ص ۱۴تا ۶۱

5۔الغدیر، ج۱، ص ۶۳تا ۲۷

6۔الغدیر، ج۱، ص۱۵۱

7۔الغدیر، ج۱، ص ۱۵۲تا ۱۵۸

8۔الغدیر، ج۱، ص۱۵۹تا ۲۱۳

9۔الغدیر، ج۱، ص ۲۱۴تا ۲۶۶

10۔الغدیر، ج۱ ۲۶۷تا ۴۶۷

11۔الغدیر ج ۲، ص ۲تا ۱۷۹

12۔الغدیر، ج ۲، ص۱۸۰تا ۳۸۶

13۔الغدیر، ج ۳، ص ۴تا ۲۸

14۔الغدیر، ج ۳، ص۲۹تا ۷۶

15۔الغدیر ج ۳، ص۷۷ ت ۳۳۸

16۔الغدیر، ج ۳، ص۳۴۹تا ۴۱۶

17۔الغدیر، ج ۴، ص ۳تا ۴۱۱

18۔دیکھئے الغدیر جلد ۵

19۔ الغدیر، ج۸، ص۳تا۲۹

20۔ الغدیر، ج۸، ص۲۹تاآخر

21۔ الغدیر ج۱۱، ص۳۹۵

22۔ حکیمی محمد رضا، حماسہ غدیر، ص۱۸۵

23۔ حکیمی محمد رضا، حماسہ غدیر، ص۱۸۶،۱۸۵